



# زبان و بیان

## مفتی منیب الرحمن

شکریہ اردو ویب: ہم نے ”اخلاقی اقدار کا فقدان“ کے عنوان سے اپنے ایک کالم میں غالب کا شعر اس طرح لکھا تھا:

دردِ مکت کش دوا نہ ہوا یہ بھی اچھا ہوا، برانہ ہوا

اردو محفل فورم کی ویب سائٹ ”Urduweb.org“ پر اس شعر کے دوسرے مصرعے کی تصحیح کی گئی ہے، جو اس طرح ہے: ”میں نہ اچھا ہوا، برانہ ہوا“۔ اس شعر کے معنی ہیں: ”دوا سے بیماری میں افادہ نہ ہوا، میرے نزدیک یہ اچھا ہی ہوا، کیونکہ میرا درد دوا کے زیر بار احسان نہیں ہوا“۔ ہو سکتا ہے غالب کا درد ”دردِ عشق“ ہو، جو دوا سے تو ٹھیک ہونے سے رہا۔ ان صاحبِ علم نے میری تصحیح کے لیے یہ عنوان قائم کیا ہے: ”خطائے بزرگاں گرفتِ خطاست“، سو اس پر بھی بات کر لیتے ہیں۔

خطائے بزرگاں گرفتِ خطاست: ہمارے ہاں عام طور پر یہی لکھا اور بولا جاتا ہے اور معنوی طور پر یہ درست ہے، یعنی بزرگوں کی غلطی پر گرفت کرنا بجائے خود غلطی ہے اور خلافِ ادب ہے۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی گلستان میں اصل شعر یوں ہے:

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست خطا بر بزرگاں گرفتِ خطاست

ترجمہ: ”ہر بات میں بحث کرنا مناسب نہیں ہے اور بزرگوں کی غلطی پر گرفت کرنا درست نہیں ہے“۔ الغرض دوسرا مصرع: ”خطا بر بزرگاں گرفتِ خطاست“ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اردو میں عام طور پر ”خطائے بزرگاں گرفتِ خطاست“ ہی استعمال ہوتا ہے، اس لیے اُن کو ملامت کرنا مقصود نہیں ہے، صرف اُن کے توسط سے اپنے قارئین کو متوجہ کرنا مقصود ہے۔ ہمارے ایک بزرگ تفتن طبع کے طور پر اس مصرعے کا ایک معنی یہ بیان کرتے تھے: ”اگر کسی بزرگ سے بشری تقاضے کے تحت غلطی سرزد ہو جائے، تو بزرگ کا قول ہونے کی بنا پر اُسے حرفِ آخر نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ اُس کے مقابل جو صحیح بات مستند ذرائع سے معلوم ہو جائے، اُسے شرحِ صدر کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے“۔

اہالیان اور اہلیان: یہ بات میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ہمارے ہاں ”اہل“ کی جمع ”اہلیان اور اہالیان“ استعمال ہوتی ہے، جیسے ”اہلیان کراچی یا اہالیان لاہور“ وغیرہ۔ اہل عربی لفظ ہے اور اسم جنس ہے، اسم جنس کا اطلاق واحد اور جمع پر یکساں ہوتا ہے، جیسے ایک قطرہ بھی پانی ہے اور پورا سمندر بھی پانی ہے۔ اگرچہ عربی میں لفظی اعتبار سے اس کی جمع ”أَهْلُونَ، أَهَال، أَهَالَات“ اور جمع الجمع ”أَهَالِي“ آتی ہے، مگر اسے کثیر پر استعمال کرنے کے لیے لفظ جمع بنانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ جمع کے معنی کو بھی شامل ہے جیسے اهل المدينة، اهل



الوطن اور اهل الكتاب وغیرہ۔ انہی کلمات کو جب ہم اردو میں فارسی ترکیب کے مطابق استعمال کرتے ہیں تو پہلے کلمے کے نیچے اضافت کا کسرہ (زیر) لکھ دیتے ہیں، جیسے اہل کتاب، اہل علم، اہل فن، اہل وطن وغیرہ۔ اہل ازدواج کو بھی کہتے ہیں اور اسی سے عربی میں شادی شدہ کو اہل اور متأہل کہتے ہیں۔ پس ہم اہل پاکستان، اہل لاہور، اہل کراچی اور اہل متحدہ استعمال کر سکتے ہیں۔

ہے خدا، فدائے لقائے رسول آج: سید صبیح الدین صبیح رحمانی صاحب کا معروف جریدہ ”نعت رنگ“ ہے، جو وقفے وقفے سے کتابی شکل میں آتا رہتا ہے، وہ نعت کے موضوع پر کافی وقیع کام کر رہے ہیں۔ نعت رنگ کے تازہ شمارے میں ڈاکٹر محمد افتخار شفیع صاحب نے ”مجید امجد کی ایک نایاب نعت“ دریافت کی ہے، اُس کا ایک شعر یہ ہے:

ہے شاہد مدینہ، فدائے خداے پاک اور ہے خدا، فدائے لقائے رسول آج

اس شعر کے دوسرے مصرعے: ”اور ہے خدا، فدائے لقائے رسول آج“ کے معنی ہیں: ”اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کی ملاقات پر فدا ہے“، ہماری نظر میں یہ مصرع محل نظر ہے، کیونکہ فدا کے معنی ہیں: ”قربان ہونا“، یعنی اپنی ہستی کو کسی بالاتر ہستی پر قربان کر دینا۔ کائنات کی ہر چھوٹی اور بڑی ہستی حتیٰ کہ پوری کائنات کا اللہ تعالیٰ پر فدا ہونا تو معنوی طور پر درست ہے، بلکہ یہ بندگی کی معراج ہے، لیکن کائنات کی سب سے بڑی ہستی حتیٰ کہ امام الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ذات باری تعالیٰ کا فدا ہونا اُس کے شایانِ شان نہیں ہے، کیونکہ فدا ہونے والا اپنا وجود ”مُسْفِدٌ عَلَیْہِ“ (یعنی جس پر قربان ہوا جائے) پر قربان کرتا ہے یا اس کی خواہش رکھتا ہے اور اس ارادے کا اظہار کرتا ہے۔ ہماری نظر میں کسی بھی صورت میں یہ ذات باری تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صحابہ کرام اکثر فرمایا کرتے تھے: ”فَإِنَّكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ“، یعنی اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

ایک حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے (غزوہٴ اُحد کے موقع پر) فرمایا: ”إِذَا فَرَغْتَ مِنْ شَأْنِكُمْ فَأَتُوا بِنِجْمٍ مِنْ بَنَاتِ الْوَدَّاعِ“ (ترجمہ: تیرے بھینگو، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں، (صحیح البخاری: 2905)۔ اس پر محدثین کرام نے بحث کی ہے اور جو بہترین توجیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لطف و کرم یا اظہارِ محبت یا جہاد کے موقع پر حوصلہ افزائی کے لیے یہ کلمات ارشاد فرمائے اور اس طرح کے کلمات رسول اللہ ﷺ سے ایک سے زائد بار منقول ہیں، آپ ﷺ کو اپنی ذات کے حوالے سے اختیار ہے کہ آپ جو چاہیں فرمائیں۔ اگرچہ کسی پر فدا ہونا بہر صورت حقیقی معنی میں نہیں ہوتا، البتہ فدا ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی رضا کے لیے اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کی طرف فدا کی جب نسبت ہو تو اُسے بھی ہم اظہارِ محبت یا لطف و کرم کے معنی میں لے سکتے ہیں۔ گزارش ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کلمات خود فرمائے، ہماری کیا مجال کہ ہم اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول مکرم ﷺ کی شان میں ایسے کلمات کہیں۔ قرآن مجید میں تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں ذومعنی کلمات کہنے کی ممانعت ہے، چہ جائیکہ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں یہ جسارت کی جائے۔

نور چشمی: ہمارے ہاں بعض اوقات شادی کارڈ پر دولہا کے لیے ”نور چشم“ اور دلہن کے لیے ”نور چشمی“ لکھا جاتا ہے، شاید بعض لوگوں کے خیال میں ”نور چشم“ مذکر کے لیے اور ”نور چشمی“ مؤنث کے لیے ہے، یہ غلط ہے، کیونکہ نور چشم کا اطلاق لڑکے اور لڑکی پر یکساں ہوتا ہے، اس کو انگریزی میں ”Common Gender“ کہتے ہیں۔ نور چشم کے معنی ہیں: ”آنکھ کا نور“ اور نور کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر



یکساں ہوتا ہے، کیونکہ نور لفظاً تذکیر و تانیث کے وصف سے پاک ہے۔ مزید یہ کہ اگر ”چشمی“ میں چشم کی نسبت یا ء متکلم کی طرف کی جارہی ہو، تو بھی درست نہیں ہے، کیونکہ چشم فارسی لفظ ہے اور نسبت متکلم کے لیے ”ی“ کا استعمال عربی میں ہوتا ہے، فارسی اور اردو میں نہیں۔ البتہ عربی لفظ ”عین“ کے معنی ہیں: ”آنکھ“ اور اس کی نسبت یا ء متکلم کی طرف کر کے عینی (میری آنکھ) لکھ اور بول سکتے ہیں۔

ثواب دیدی اختیارات: جناب عبداللہ طارق سمیل نے اس طرف متوجہ کیا کہ ٹیلی ویژن کے نیچے جو کمرز چل رہے ہوتے ہیں، انہیں لکھنے والے کتنے باکمال ہوتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے: شاید انگریزی میں کوئی نوٹیفیکیشن یا حکمنامہ یا خبر آئی ہوگی، جس میں انگریزی زبان میں ”Discretionary Powers“ لکھا ہوگا، جس کے معنی ہیں: ”ثواب دیدی اختیارات“، یعنی صاحب منصب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی سوچ اور دیانت کے مطابق اس کا فیصلہ کرے۔ چینل کے فاضل کارکن نے اس کا ترجمہ ”ثواب دیدی اختیارات“ لکھا، پس اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ہاں صحافت کے میدان میں علمی معیار کیا رہ گیا ہے۔

الاحلی بینک: ایک ٹیلی ویژن چینل پر ایک ٹکڑ دیکھا: ”الاحلی بینک“، یہ کسی عرب ملک سے متعلق ہوگا۔ انگریزی زبان میں قومی بینک کو ”National Bank“ کہا جاتا ہے، اس کا عربی ترجمہ: ”الْبَنْكُ الْاَحْلٰی“ ہے، ”الاحلی“ کے معنی نیشل کے ہیں، مگر فاضل مترجم نے اس کو ”الْبَنْكُ الْاَحْلٰی“ لکھا، کیونکہ عربی میں ”ح“ اور ”ه“ دونوں کے لیے H آتا ہے۔

ٹرساے: ہمارے اردو اخبارات اور ٹیلی ویژن کمرز میں برطانوی وزیر اعظم کا نام ”تھریساے“ لکھا جاتا ہے، محترمہ کو وزیر اعظم بنے کافی عرصہ ہو گیا ہے، لیکن ہمارے اہل صحافت چیزوں کو سمجھنے کے لیے زیادہ زحمت نہیں اٹھاتے، انگریزی میں یہ نام: ”Theresa May“ ہے، اس میں H ساکت (Silent) ہے، یہ نام دو لفظوں کا مرکب ہے اور اس کا صحیح تلفظ ”ٹرساے“ ہے۔

John McCain: ٹیلی ویژن اسکرین پر ایک ٹکڑ چلتا ہوا دیکھا، امریکہ کے بااثر سینیٹر ”جان مک کین“ کو برین کینسر ہو گیا۔ اس کا صحیح تلفظ ”جان مک کین“ ہے۔ John کا انگریزی تلفظ ”جان“ اور ”جون“ کے درمیان ہے، زیادہ ”جان“ کی طرف مائل ہے۔

McDonalds: یہ امریکہ کے ”ہمبرگر اور فاسٹ فوڈ“ کی ایک چین یعنی نیٹ ورک ہے۔ اس کو ہمارے ہاں عام طور پر ”میکڈونلڈ“ بولا جاتا ہے، حالانکہ یہ ”مکڈونلڈز“ ہے۔ اسی طرح Macleod Road کو ہمارے ہاں ”میکلوڈ روڈ“ بولا جاتا ہے، حالانکہ اس کا صحیح تلفظ ”مکلوڈ روڈ“ ہے، اگرچہ کراچی میں اس کا نام بدل کر ”ابراہیم اسماعیل چندرگیر روڈ“ رکھ دیا گیا ہے، جسے تخفیف کے ساتھ ”آئی آئی چندرگیر“ کہتے ہیں، ”چندرگیر“ کو ”چندرگیر“ بھی بولا جاتا ہے۔

امیر قطر: ٹیلی ویژن پر ٹکڑ چل رہا تھا: ”امیر قطر شیخ تمیم بن حمد التھانی“ نے پہلی بار ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کیا۔ اصل میں یہ لفظ ”الثانی“ ہے، آج کل عرب ”ث“ کا تلفظ ”ت“ سے کرتے ہیں، چنانچہ لکھا ہوا ”الثانی“ ہوتا ہے، مگر ”الثانی“ بولا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ ”ث“ کو رومن میں ”Th“ سے لکھتے ہیں، مثلاً حدیث کو ”Hadith“ لکھا جاتا ہے۔ پس انگریزی میں ”الثانی“ کو ”Althani“ لکھا گیا اور ہمارے ٹکڑ لکھنے والے فاضل نے اُسے ”الثانی“ کی بجائے ”التھانی“ لکھ دیا۔